سوال

سسر نماز کا انکار کرتے ہوئے تارک نماز ہے اس سے معاملات کیسے کیے جائیں ؟

جواب

لحمد للہ.

ں :

والد جو نماز کا انکار کرتے ہوئے تارک نماز ہے وہ کافر ہے اور وہ کفر اکبر کا مرتکب ہے، جس کی بنا پر وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے، اس کے متعلق اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں، اس طرح کا عمل تو وہی شخص کرتا ہے جو ملحد و کیمونسٹ اور سیاسی متکبر ہو.

ریم صلی اللہ علیہ وسلم جو لائے ہیں اس میں سے کسی بھی چیز کا انکار کرنا کفر ہے، اور اگر وہ نماز وغیرہ دوسرے ارکان اسلام اور عظیم بنیادی امور سے تعلق رکھے تو یہ اور بھی زیادہ شدید کفر ہے.

رنے والا شخص معذور نہیں اس لیے کہ یہ امور تو مشہور ہیں، اور اسلامی ممالک میں سب مسلمان ان کا علم بھی رکھتے ہیں، اور اس کی شان کی عظمت بھی جانتے ہیں، حتی کہ ان ارکان کا تارک بھی اس کے انکار کرنے کی جرات بھی اسی وقت کرتا ہے جب وہ کفر و عناد میں حد سے بڑھ چکا ہو، اللہ تعالی اس سے محفوظ

خ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے ہاں مرتد شخص اصلی کافر سے زیادہ عظیم جرم کا مرتکب ہے اس کی کئی ایک وجوہات ہیں :

تے تو انہیں حتمی طور پر قتل کیا جائیگا، ان کا ذمہ اور انہیں امان دینا جائز نہیں، اور نہ ہی ان قیدی چھوڑا جائیگا، اور نہ ہی ان سے مال و اشخاص کا فدیہ لیا جائیگا، اور ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھایا جائے گا، اور ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہیں کیا جائیگا، اور متفقہ طور پر ان کے مرتد رہتے ہوئے انہیں غلام بھی نہیں بنایا جا

ے اور جو قتال نہ بھی کرے اسے قتل کر دیا جائیگا، مثلا بوڑھا فانی، اور اندھا، اس پر علماء کا اتفاق ہے، اور جمہور علماء کے ہاں اسی طرح انکی عورتیں بھی قتل کی جائینگی.

لی کافر کے ساتھ امن کا معاہدہ اور صلح نہیں ہوگی جمہور علماء کرام کے قول کے مطابق اگر اصلی کافر قیدی ہو تو اس سے فدیہ قبول کیا جاسکتا ہے.

کتاب سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے لیے ذمہ کا معاہدہ کرنا اور ان کا ذبیحہ کھانا، اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے، ان کی عورتیں اگر قتال و لڑائی کریں اور مسلمانوں کے خلاف عملی یا قولی لڑائی میں شریک ہوں اسے بھی قتل کر دیا جائیگا.

لرح جمہور کے ہاں ان میں سے صرف اسی کو قتل کیا جائیگا جو اہل قتال ہو، جیسا کہ سنت نبویہ کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ مرتد کا فر دین و دنیا میں اصلی کافر جو اپنے کفر پر قائم ہے سے زیادہ برا ہے" انتہی

ں (414413/28).

م :

ا حال یہی ہے جو آپ نے بیان کیا ہے تو پھر ہم ایسے شخص کے بیٹے سے شادی کرنے کی نصیحت نہیں کرتے لیکن اگر بیٹا آپ کو علیحدہ رہائش لے کر دیتا ہے جو والد سے دور ہو تو پھر ٹھیک ہے، اصل میں طبعی امر واقع تو یہی ہے کہ آپ اپنے اور خاوند کے گھر والوں سے علیحدہ رہائش میں شادی کر کے رہیں.

میں رہتا ہے، اور وہ اپنی زندگی اس والد کے ساتھ ایسے بسر کر رہا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، اور گویا کہ والد نے کوئی عظیم کام نہیں کیا، ہم اس میں اس کی موافقت نہیں کریں گے، بلکہ بیٹے کو چاہیے کہ وہ والد کو وعظ و نصیحت کرے، اور جس گمراہی و ضلالت اور کفر میں ہے اس سے روکے، اور اگر اس کے باوجود؛

بر (141680) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.

اسلام سوال و جواب

150031